نوبہار

نوبہارِ ہند پر دل سے ہمارا آیا ہوا
آنکھ سے دیکھوں نہ یارب پھول کمہلایا ہوا

مصنفہ

جناب مرزا محمد ہادی صاحب مرزا مولف اشراق و مصنف
بعض رسائل علمی و مترجم کتب افلاطون شاگرد جناب اوج لکھنوی

باہتمام

منشی سید مہدی حسن عقیل مالک نوبہار لکھنؤ

مئی ۱۸۹۵ء

انوار پریس لکھنؤ گولہ گنج میں چھپی



بخدمت جناب بلاغت مآب فصاحت انتساب صاحب مکارم و معالی
حضرت استادی و مکرمی جناب مرزا محمد جعفر صاحب اوج مدظلہ العالی۔
باعتراف کمال و عظمت و باظہار اخلاص و عقیدت یہ نظم مختصر
و مختصر ہدیہ کیجاتی ہے ؎
گر قبول افتد زہے عز و شرف

العبد
مرزا محمد ہادی مرزا
مولف



باغبانِ قدرت کے فیض سے ہر سال بہار آتی ہے۔ آسمان نیا رنگ بدلتا ہے زمین نئے گل کھلاتی ہے۔ اودھر سقف نیلی پر رنگ آمیزیان ہوئین ادھر فرش زمردین پر گل ریزیان ہوئین۔ بادل گرجنے لگا کوندہ چمکنے لگا۔ سبزہ لہکنے لگا بیلا جھکنے لگا۔ پھر کیا ہے ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے نخل جھوم رہے پتے ہل رہے ہین۔ طرح طرح کی بیلین دیوارِ چمن پر پھیل گئی ہین۔ رنگ رنگ کے پھول کھل رہے ہین۔

ماشاء اللہ! ہندوستان کی سرزمین مین وہ قابلیت خدا داد ہے جسکا اک جہان مائل ہوا۔ یہانکی طینت مین وہ استعداد ہے جسکا اک زمانہ قائل ہوا۔ انواع و اقسام کے میوون اور رنگارنگ پھولون کے بیج بکسون مین بند ہوکر یہان کی ہوا کھانے آتے ہین۔ باغون مین (ذخیرہ)

لگائے جاتے ہین کہین اکہوے پہوٹتے ہین کہین پیڑ نکلتے ہین کہین بوٹے ہین کہین پہلتے ہین ۔

اختلاف آب وہوا سے اگرچہ تفاوت ہو تو بجا ہے ہر ملک اور ہر جگہ کا خاصہ جدا جدا ہے مثلاً درخت ایک طرف بیجان چیزین انگریزی باجہ ہارمونیم اور پیانو سات سمندر طے کرکے یہان آئے مگر وہ آہنگ جو انکے لئے مخصوص تہے وطن سے ہمراہ نہ لائے مثلاً انگریزونکو دل لگیان ان کی گت پر نچایا اور ہندوستانیون کو بہیرون کی تانون سے رجہایا ۔

ان سب کو جانے دو انسان صاحب عقل کے بنائے کچہ نہین بنتی جب سرد ملکون کے رہنے والے گرم ملکون مین آگئے گورے گورے گال سونلا گئے ۔ مانا کہ یہ قدرتی امور ہین انہین سب مجبور ہین اپنے ارادون اور دلون کو بدلتے دیکہا حسینان لندن کو مسی لگاتے اور مہندی ملتے دیکہا ۔

پہر رنگ طبیعت کا نیا طور ہو جاتا ہے مثلاً لب و لہجہ کا انداز بات چیت کا قرینہ اور سے اور ہو جاتا ہے ۔ خاص لندن کے رہنے والون کی کتابین دیکہین ہندوستان زاد انگریزونکی باتین سنین بڑا تفاوت پایا زمین آسمان کا فرق نظر آیا ۔ زبان اور محاورہ جسکا ذکر یہان مطلوب ہے اسکا ہمیشہ سے یہی سلسلہ ہے ۔ ہم تو یہ سمجہتے ہین کہ جب کوئی نیا لفظ ہماری زبان پر آیا گویا ہماری زبان مین داخل ہوا ہمارے محاورہ مین شامل ہوا ۔ البتہ اسکو رواج کے لئے ضرور ایام درکار رہے اوسمین کسیکا کیا اختیار ہے ۔

ہمکو یہان اس سے بہی سروکار نہین کہ زبان امر خداداد ہے یا حضرت انسانکا

ایسجاد ہے ان بکھیڑون مین پڑنا حق لوگونکا کام ہے اسی سے تو منطق بدنام ہو
لفظونکے ہیرپھیر نے یہ جھگڑا نکالا ہے سیدہی سی بات یہ ہے کہ وہی ایک اللہ
سب کا بنانے والا ہے۔

ہمارے ملک کے بعض شاعر چاہتے ہین کہ انگریزی تخیل کا مذاق اپنے
کلام مین لائین مگر نہین آتا اور بعض اونکے برخلاف چاہتے ہین کہ نہ آوے
اور آجاتا ہے۔ زمانہ کہتا ہے دونون کی سعی بے سود دونون کی کوشش
نامحمود۔ میرا ڈہنگ سب سے نرالا ہے وہی ہوگا جو ہونیوالا ہے۔ شاعر ہمیشہ
سے نیرنگ عالم کے تماشائی ہین اور نئے خیالات کے سودائی ہین انکی طبیعت پر
انقلاب کا اثر ہو عقل سے دور ہے پھر اسقدر جدوجہد کیا ضرور ہے جب کوئی
دور بدل جاتا ہے اسکے مزاج کا طور بدل جاتا ہے۔

انصاف زمانہ کے قول کی تائید کرتا ہے اور درد اور تصنع کی تردید کرتا ہے۔
ایک صاحب فرماتے ہین " ہر روز ایک نئے سانچے مین ڈہل جاؤ جب
زمانہ بدلے تم بھی بدل جاؤ " زمانہ کہتا ہے دیر آید درست آید مین خود اپنی راہ
پر لگا لیتا ہون جیسا جسکو چاہتا ہون بنا لیتا ہون۔ یہ چند ابیات اوس
اجمال کی تفصیل اور اوس دعوی کی دلیل مین پیش کیے جاتے ہین جس کا
یہان مذکور ہے ایک معمولی واقعہ کے مشاہدہ سے جو تصورات پیدا ہوے
اونکا اظہار منظور ہے رنگینی طبیعت نے نوبہار کا سمان دکہا دیا ہے
صفحہ قرطاس کو چمنستان بنا دیا ہے۔

الحمدللہ کہ مین نے پایۂ سخن کو مرکز ثقل سے نگرایا اور ہمالہ پہاڑ سے اونچا کولی

پہاڑ نہ بنایا۔ طبع سلیم نے جادۂ اعتدال سے ایک قدم آگے نہ بڑہانے دیا ذوق صحیح نے کوئی لفظ غیر مانوس بندش مین نہ لانے دیا۔ نہ روما کے دہوین اوڑائے نہ اطلی کو کونین جہکائے ۔ نہ انگلستان کی فصد کہولی ۔ نہ فرانس کے جگر پر نشتر لگایا ۔ نہ یورپ کی شاعری کو بگاڑا نہ اپنے طرز سخن کو بنایا۔ بااین ہمہ مغربی اور مشرقی تعلیم کا اثر اس نظم سے ہویدا ہے ۔ مضامین کی تازگی اور استعارات کی جدت لئے پیدا ہے مختصر یہ ہے کہ اہل نظر کے لئے ایک گلدستہ بنا کر لایا ہون گل فرنگ کو موتئے کے عطر مین بسا کر لایا ہون۔
یہ چند باتین جو یہان لکہی گئین ہین صرف ادعائے شاعرانہ ہے نہ کسی سے بگاڑنا نہ کسیکو بنانا ہے یہ بہی ایک طرز ہے جسکی ہماری مشرقی شاعری نے ہمین اجازت دی ہے ہمارے متقدمین نے ہمین رخصت دی ہے ۔ حاشا اللہ کسی سے بگاڑ منظور نہین چہیڑ چہاڑ منظور نہین ۔

ولہٗ

جتنا ہون اور جیسا ہون خود جان لینگے لوگ
جوہر کو کیون مین عرض کرون کیفِ قلم کے ساتہ

لکھنؤ
اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ع

مرزا محمد ہادی عفی عنہ
متخلص مرزا

نوبہار

طفل غنچہ کی چمن مین آج بسم اللہ ہے ۔ جس طرف دیکھو ادہر اللہ ہی اللہ ہے

درس مین حکمت کی مرغ بوستان مشغول ہے ۔ صفحۂ گلزار پر جو پھول ہے معقول ہے

کہدو بلائی گلستانکا سبق ہو اب قبول ۔ لیگئے ہاتک کی اثر کی جھولیان بھر بھر کی پھول

واکیا دلپہ سبق مضمون صنع کردگار ۔ الطف بندش کا ہی گلدستہ مین ہے باغ و بہار

مژدہ باد ای مرغ نالان پھر بہار آنیکو ہے ۔ پھر گلستان مین بہار گلعذار آنیکو ہے

یون خزان افسردہ ہو کر باغ و صحرا سی گئی ۔ بلبلین لین چہک کر لو وہ دنیا سے گئی

برگ پژمردہ کف افسوس ملکر رہ گئے ۔ حاسدون کی دل سے نکلی آہ جلکر رہ گئے

ہر طرف سے جھوم کر کالی گھٹا آنے لگی ۔ یک بیک رت پھر گئی ٹھنڈی ہوا آنے لگی

برق کا ابر سیہ مین وہ چمکنا دیکھئے ۔ اور چمن مین چشم نرگس کا جھپکنا دیکھئے

آب باران دور گلشن سی نحوست لیگیا ۔ ہر شجر کو دھو گیا گرد کدورت لیگیا

نام کو گرد و غبار اب صحن گلشن مین نہین ۔ خار و خس کا ذکر بلبل کے نشیمن مین نہین

ابر یہ کہتا ہی کوئی پھول کمہلانی نہ پائے ۔ دھوپ کیسی شام بھی اب دھوپ کا آنی نہ پائے

خیر آئے بھی تو قرب شام یا وقت سحر ۔ اور چڑہا ہے آکے سونی کا ورق ہر نخل پہ

باغبان ڈرلی انکا مظلوم کی فریاد سے ۔ صید پر بلبل کی رنجش ہو گئی صیاد سے

شامل حال اوسکے تائید الٰہی ہو گئی ۔ باغ مین گلچین کے آنے کی مناہی ہو گئی

باغبان کہتا ہے گر سورج نہ نکلے غم نہین ۔ صحن گلشن مین مری سورج مکھی کچھ کم نہین

اسی مہتاب پنہان ہی تو ہو جگنو تو ہے ۔ چاندنی کی پھول ہین گلزار مین شب بو تو ہے

پھر مجنون بھی انا لیلی کا دم بھرنے لگا
کیون اوسی بیگانہ کیجے جسپہ اپنا جی چلے
ابر دریا بار نے گلبن کے تہالے بہرے
باغ مین کالی گہٹا نے آکے چہائی چہاونی
پہول لیکر جو کمسن بالیان پہرنے لگین
پوربی وہ روز مرہ اور وہ اونچی پہرتیان
کالی کالی وہ لٹین مکہڑے سے پہل کہائی ہوئی
پھبتی رنگت سو ترا پانی ہے کندن کی ٹہک

عشق بیان [illegible] لگا
سخت خوابیدہ [illegible] بیدار ہے
ساقی [illegible] پیالے بہرے
پہول گئے گلہائے [illegible] ساونی
حسن کے جلوے [illegible] دکہلانے لگین
[illegible]
[illegible] ہوتی
[illegible] فلک

واقعی کیا راحت افزا ہی فضا برسات کی
سمان فی ہند کے موسم کا بدلا ہی جو رنگ
دل یہ کہتا ہے کہ چلکر سیر گلشن کیجے

شاعری کی جہان ڈہونڈہی ہوا برسات کی
آج کل کچھ رنگ لائی ہے طبیعت کی ترنگ
بلبل بیتاب سے کچھ بحث شیون کیجے

جمع کر اے ناتوانی ہان سنبہلنے دے مجھے
یکدن کا ماجرا زیب قلم کرتا ہون مین
بندلائی فکر رنگین گوندہ لا پہولون کے ہار
نزہت بوی سمن [illegible] گل مہکتا پہول جا
بہرے دل پر نقش ہی [illegible] نقش نگار [illegible] کمال
نوبہار سبزہ سے دل ہے مرا آیا ہوا

تا در گلشن غزلخوان آج چلنے دو مجھے
صفحہ قرطاس کو رشک ارم کرتا ہون مین
مرحبا اے شاہد مضمون دکہا اپنا سنگار
زمزمے وہ ہون کہ بلبل بہی [illegible] جا
سیر آنکہون سے کوئی دیکھے بہار [illegible]
آنکہ سے دیکہون [illegible] پہول [illegible]

ایکدن پچھلے پہر سے آنکھ میری کھل گئی
کیا کہون اوسوقت کا عالم کہ کیا عالم تھا وہ
اک طرف گلبن پہ تہا مرغ سحر نغمہ سرا
بسکہ تھی پیش نظر صنعت خداے ذوالجلال
رندسیکش بہی مطیع حکم یزدان ہو گیا
سرگرانی سے گریبان پہ سرا اوٹہتا نہ تھا
باعث تکلیف تھا یون نیند کا اوسدم خمار
کاہلی کہتی تھی اک نیند اور ابہی لے لیجئے
حد بہی ہے ہر چیز کی آخر کہانتک سوئے گا
اک زمانہ مین ادا فرض عبادت ہوچکا
بستر غفلت سے اوٹھہ غافل خدا کیواسطے
صحن گلشن کیطرف تو دیکہہ چلتے طیر ہین
مسجدون مین نعرہ اللہ اکبر کی ہے دہوم

نالۂ مرغ سحر سے آنکھ میری کھل گئی
ابتدا برسات کی تہی اک نیا عالم تھا وہ
اک طرف مسجد سے آتی تھی مؤذن کی صدا
گوشۂ دل مین تھا اوسوقت طاعت کا خیال
پڑہ کے دو رکعت نماز آخر مسلمان ہوگیا
کروٹین بستر پہ لیتا تھا مگر اوٹہتا نہ تہا
جسطرح اعضا شکن نشہ مے کا اوتار
تقل تہائی تھی و ٹہکر کر خالق کیجئے
آج یون سویا تو کل پہر ہاتھہ ملکر روئیگا
دیکہہ تو سوے فلک وقت فضیلت ہو چکا
ہاتھہ اوٹہا اے متقی اب تو دعا کیواسطے
اوٹہکے پچھلی رات سے مشغول ذکر خیر ہین
غیرت اسلام ہے کچہہ بھی تو اوٹہہ اے نفس غم

کچہہ عجب واقع ہوا ہی آدمی کا بہی مزاج
بس یہی تہین خلقی مرض کا بہی دوا اوچاہئے
چار دن بہی دل پہ گر انسان سختی جہیل جاے
یہ اگر قابو مین آجاے تو پہر کیا بات ہے

ہر مرض کا اہل حکمت ضد سے کرتے ہین علاج
نفس امارہ مین جو آسرے توڑنا چاہئے
پہر کہان جاتا ہے یہ اس دیو کو قابو مین لائے
اور جو قابو اسکا چل جاے تو بازی مات ہے

آتش و آب و ہوا و خاک ہین سب سو بند
دام مین تدبیر کے انسان کری گر انکو بند

ورنہ یہ چارون حقیقت مین بڑی سفاک ہین
قتل مین انسان کے چالاک ہین بیباک ہین

آگ کی قابو مین گر آجای یہ ایندہن بنے
خاک مٹی مین ملادے اور خود مدفن بنے

بخت برگشتہ جو ناگہ بر سر بیداد ہو
ایک جھوکے مین ہوا کی آدمی برباد ہو

آب کو دیکھو کہ انسانکو ڈبو دیتا ہے یہ
گوہر عمر عزیز اک دم مین کہو دیتا ہے یہ

الغرض تائید غیبی نے کیا مجھ نیاز
اور توفیق الہی نے بچھائی جانماز

صدق دل سے مین اوٹھا کارنکو کے واسطے
ابر رحمت نے دیا پانی وضو کے واسطے

جھک گیا جسدم سر تسلیم قبلہ کی طرف
بولی نیت گر قبول افتد زہے عز و شرف

بعد نیت جبکہ بندہ صرف طاعت ہوگیا
چار سجدونمین ادا فرض عبادت ہوگیا

عاجزی نے سر جھکایا کبریا کے سامنے
آرزو نے ہاتھ پھیلائے خدا کے سامنے

عجز کے صدقے مجھے سجدے نے پامال کردیا
فقر پر قربان مجھے بس در کا سائل کردیا

رعب تو اک بات بھی کرنے نہ دیتا تھا مجھے
فضل نے اوسکے کہا جو مانگنا ہو مانگ لے

وہ طمع نے طول کھینچا پھر نہین کچھ جسکی حد
حرص نے وہ پاؤن پھیلائے کہ اللہ الصمد

خواہش دل نے کہا دولت بھی ہو دنیا بھی ہو
بولا اندیشہ کہ سب کچھ ہو مگر عقبا بھی ہو

شافی برحق عطا کر صحت اہل و عیال
رازق مطلق عطا کر وسعت رزق حلال

شامل ارباب جنت کر مرے ماں باپ کو
خلعت غفران عنایت کر مری ماں باپ کو

دوستونکو میرے ای مالک الم کوئی نہو
جز غم آل پیمبر اور غم کوئی نہو

یا الہی تو مجھے قید مصیبت سے چھڑا
یا خدا تو اپنے بندونکی اطاعت سے چھڑا

کون اس سرکار سے کسوقت کیا پایا نہین — تو وہ دیتا ہے جسکو مانگنا آتا نہین
سایۂ طوبیٰ ملے اور حور کا پہلو ملے — میری ہمت نے کہا گر یہ کہ الٰہی تو ملے
جو کہ تیری شان کے لائق ہو وہ دے تو مجھے — بس یہ دے مجھکو کہ اک دم بھی نہ بھولون تجھے
نے مجھے دوزخ کی پروا ہے نہ جنت کی تلاش — تیرے بندے کو فقط ہے تیری قربت کی تلاش
تیرے سائل کو نہ کچھ دولت نہ دنیا چاہیے — جسکا مالک ہو غنی ایسا اوسے کیا چاہیے
بندۂ وصولا ہین جسدم ہو چکا راز و نیاز — بولا اطمینانِ دل مقبول ہو تیری نماز

مختصر سا اک چمن تھا میرے بستر کے قرین — مرقدِ مومن سے تھوڑے دور تھا خلدِ برین
اوٹھکے سجادے سے پہونچے جانبِ گلزار ہم — طاعتِ حق کے صلے مین مل گیا باغِ ارم
کاکلِ شب کی سیاہی دور ہوتی جاتی تھی — مشکِ فیضِ صبح سے کافور ہوتی جاتی تھی
گل ہوئی شمعِ قمر ٹھنڈی ہوا چلنے لگی — چونک کر نرگس نشیلی آنکھڑیان ملنے لگی
یہ سمان دیکھا تو بولا انقلابِ روزگار — کوئی دم ملکر جدا ہو جائینگے لیل و نہار
دیکھنا اب کوئی دم مین اختتامِ شب ہوا — پھر نہ کہنا صبح کیونکر ہو گئی دن کب ہوا
نور ظلمت سے یہ کہتا تھا کہ اپنی راہ لے — اور جو رہنا ہو تو رہ گلبن کی شاخونکے تلے
روزِ روشن ہو گیا تھا سنہ کی ٹپتی تھی ہوا — سیر آنکھون مین کہی جاتی تھی سبزے کی بہا
مہرِ عالمتاب کے قطرون مین ضو پیدا ہوئی — آتشِ گل اسقدر بھڑکی کہ لو پیدا ہوئی
آسمان پر چھا نہ رنگ ارغوانی پھر گیا — صفحۂ گلزار پر سونے کا پانی پھر گیا
کیا کہون کیا لطف دیتی تھی جھمیے مینہ کی جھڑی — تار بارش کا تسلسل تھا کہ موتی کی لڑی
مینہ کی بوندین سبز شاخون سے ٹپکتے دیکھکر — جوہری کہدین زمرد سے ہوئی پیدا گہر

دل یہ کہتا تھا بہار لالۂ احمر تو دیکھ
واہ کیا صنعت ہے باغوں میں ذرا اٹھکر تو دیکھ

وہ زر گل وہ ہوا وہ ابر وہ نو سحر
دیکھکر دل نے کہا پر دیکھیں نہ ہے اٹھکر

وہ شفق میں جلوۂ خورشید خاور دیکھنا
مشتعل ہے چمن پر کبریت احمر دیکھنا

تھی نہ گلشن میں فقط یہ کیمیا کی سی نمود
فرش سے تا عرش تھی اک کیمیا کی سی نمود

زندگی کا لطف تھا اوسدم ہوای باغ میں
ہم بھی تھوڑی سیر کر کے پھر لگا کی باغ میں

متصل وہاں باغ کے تھا مدرسہ کا رہ گذر
اتفاقاً اوس طرف بھی جا پڑی اپنی نظر

دیکھتا کیا ہوں کہ لڑکے ہیں سو مکتب کو رواں
دل یہ بولا دو گھڑی کہ دیکھ لیں نونہالوں کا سماں

بالے بہولوں کی توجہ ہے دبستان کی طرف
پھر گیا بہولوں کا رخ گویا خیابان کی طرف

کہتی تھی طفلی ابھی مکتب کے لائق سن نہیں
مصلحت چلا سے تھی کھیلنے کے دن ہیں

چھوٹی چھوٹی قد یہ کہتے تھے ہمیں پڑھنے تو دو
اور زمانے کا اشارہ تھا انہیں پڑھنے تو دو

رحم نرمی کی سفارش کرتا ہے استاد سے
عقل کہتی ہے بچانا جہل کی بیداد سے

اپنا جلوہ ای عروس علم دکھلا دے انہیں
عاشقوں میں اپنے ای تحقیق لکھوا دے انہیں

دہر والوں کے دام میں لانا ای فطرت نہیں
قید مذہب سے نکالے دی خدا ای حکمت انہیں

یا خدا اچھا سبق انکو پڑھا دے یہ ادیب
با ادب ہوں با نصیب و بے ادب ہوں بے نصیب

تیر بختی تیرا کالا منہ کہیں کافور ہو
بہد لی للہ تو انکے دل سے دور ہو

قابلیت میں کوئی اچھا کوئی خانہ خراب
خوبصورت تھا کوئی اونمیں کوئی بیزیب

کچھ سوار آئے تھے اکثر اہل دولت کے پسر
ساتھ لائے تھے وہ اسباب تنعم مختصر

کوئی بگھی پر سوار اور کوئی پالکی پہ سوار
ساتھ اونکے وردیاں پہنے ملازم تین چار

خاصدان اور آب خاصہ تھا کسی کا ساتھ ساتھ
دوڑتی جاتی تھی خادم پالکی کے ساتھ ساتھ

جلوہ گر شانِ امیری خلعتِ زرتار سے
بلکہ اونکی طرز سے رفتار سے گفتار سے

کوئی آیا تھا دکھانے باپ کا جاہ و حشم
کوئی ماں سے کر کے ضد لایا تھا کچھ دام و درم

کچھ اکیلے وہ بھی تھے جن پر فدا ماں باپ کی
گھر سے لیکر ساتھ آئی تھی دعا ماں باپ کی

خالی ہاتھ آئے تھے مکتب گھر میں اک پائی نہ تھی
باپ نوکر تھا کہیں تنخواہ بھی پائی نہ تھی

شوق پڑھنے کا تو تھا تقدیر گو اچھی نہ تھی
بھیگتی تھیں سب کتابیں پاس چھتری بھی نہ تھی

کہتی تھی امید انھیں چشمِ حقارت سے نہ دیکھ
درد کچھ بھی تیرے دلمیں ہو تو تو انکو دیکھ

اکثر انہیں دولتِ علم و ہنر لیجائیں گے
گھر سے بھوکے آئے ہیں پر سیر ہو کر جائیں گے

کیا عجب ہوں باغِ عالم میں یہ پودے ہونہار
دھو چکا ہے ابرِ رحمت گردِ کلفت بار بار

بیکسی پر اونکی ای نادان نہ جانا چاہیئے
رحمتِ حق کے لیے آخر بہانا چاہیئے

ہمنے دیکھا ہے بستے بستے شہر اکثر بس گئے
ہمنے دیکھا ہنستے ہنستے سیکڑوں گھر بس گئے

ان غریبوں میں بہت سے صاحبِ اقبال ہیں
نقدِ استعداد سے قبضہ میں مالا مال ہیں

دیکھنا اوجِ شرف پر جلوہ گر ہو جائینگے
یہ ستارے ایکدن شمس و قمر ہو جائینگے

ان غریبوں میں کوئی نقادِ علم و فن نہو
بو علی سینا نہو ان میں کوئی بیکن نہو

دیکھنا اللہ کی ذرہ نوازی دیکھنا
انہیں سے نکلے گا کوئی فخرِ رازی دیکھنا

سرِ حکمت جو خفی ہے وہ جلی ہو جائے گا
انہیں سے پیدا کوئی بالحنجلی ہو جائے گا

ایکدن یہ صاحبِ علم و عمل ہو جائیں گے
سیکڑوں مشکل مسائل انسے حل ہو جائینگے

کیا عجب ان میں مجدد یا مدقق کوئی ہو
شاید علامہ ہوں ان میں یا محقق کوئی ہو

جوہرِ فن سخن شاید کسیکے پاس ہو
تمکو نادان کیا خبر ہے ان میں کا لیداس ہو

رودکی انہیں نہو دیکھو کوئی چاسر نہو
کیا کوئی بھی صاحب علم و فن کا انہیں نہیں
دیکھنا اللہ کی قدرت کیا ہو جائینگے
کیا تعجب قوم کے حامی یا ور انہیں میں ہوں
ماں کا ارمان باپ کی حسرت یہی انکی تمنا ساتھ
سنکے یہ امید کی باتیں جو دل میرا بڑہا
تا در مکتب مجھے ذوق تماشا لے گیا
پھر مدینۃ العلم پہونچا اور لندن تک گیا

ان میں پیدا ہوں کیڑوں میں فردوسی نہو ہو مصر نہو
کیا خبر تجکو معلم تیرا انہیں میں نہیں
چار دن میں ملک کی حاجت روا ہو جائینگے
کیا عجب ان میں ہی کشتی کے لنگر انہیں ہوں
بلکہ ساری قوم کی عزت ہے انکی ساتھ ساتھ
سلسلہ میرے تصور کا بھی ونکے ساتھ تھا
بلکہ اوس سے بھی کچھ آگے اور سودا لے گیا
توسن فکر اسقدر دوڑا کہ آخر تھک گیا

میرے اندیشے ذرا اتنی دور پہونچا یا مجھے
وادی وحشت فزا ایسا کہ دم گھٹنے لگا
وہ حیرت وہ بھیانک بن وہ وحشت وہ ہراس
اس کہتی تھی امان پاؤں ٹوٹ جاویں کہیں
کہتی تھی حسرت الہی کونسی منزل یہ ہے
ہر طرف سے کان میں آتی صدای گیر و دار
بیکسی تھی وہیں تھا کوئی پہلو میں نہ تھا
وحشت و ہیبت کی آتی تھیں صدائیں ہوا کی
اس صدا کو سنکے حسرت اور بھی گھبرا گئی
ظلمت ایسی تھی کہ اوس وادی میں جگنو بھی نہ تھا

دل مرا گھبرا کے کہتا تھا کہاں لایا مجھے
دن دہاڑے قافلہ امید کا لٹنے لگا
خوف میرے دل سے کہتا تھا یہی ہے دشت یاس
دم مرا گھبرا کے کہتا تھا نکل جاؤں کدھر
منزل اول یہی قبر اور دوسری منزل یہ ہے
جسطرف دیکھا ادھر سامان تھے آزار کا
میرا دل تھا سے کہ پہلو میں سوا امید نہ تھا
ٹکڑے ٹکڑے دل ہو جنبش سے اور جگر ہو جائے چاک
یاس ڈائن بنکے اب نکلی کلیجا کھا گئی
وحشت ایسی تھی کہ اوس جنگل میں آہو بھی نہ تھا

راہ بھولا ہین اسی جنگل مین انسان سیکڑون
غول جنگل سامنی آیا جو وہ ہم بدسگال
منہ سی اسکی جب نکل جاتا تھا ان بچون کا نام
کہتا تھا دام و درم انکی مقدر مین نہین
انتہا ہی پانچ چھہ یا آٹھہ دس باقی ہوں
قتل ہستا یا اوسی لاکہون بہائی یاد کی
کہتا تھا اسکی توسہی امیدواری یہ کرین
مین جو کہتا تھا فقط ہی انتظار امتحان
امتحان لیتی ہی یا ان ہر روز ہوتے ہین
امتحانین پاس ہو جائین مگر پا جائینگے کیا
مین جو کہتا تھا کہ جو ہر سنج کیا انہین
بیٹے پوچھا کیا سول سروس کبھی یہ قابل ہین
تو لیاقت ہو مگر دولت کہان سے لائینگے
کمسنی مین بھی وہان پہونچی تو پھر ہونا ہی کیا
سخت بد ہر ساتھہ انکی جہان تک جائینگے
اور اگر ان آفتون سی بھی خدا نے دی امان
سہر پانچ آنکہ دکھائیگی جوانیکی ترنگ
پہنچا پاسنا اوانکی وہ رہ کپڑی تنگ چست
گوری گوری ہم اونکی گال بیچ مین بکھرے اونکی بال

قتل ہوتی ہین اسی وادی مین ارمان سیکڑون
یاس کی بیڑیون مین کہلاؤ لگا سوکے آل
خوف کی مارے لرز جاتا تھا تن میرا تمام
شوکت و جاہ و حشم انکی مقدر مین نہین
پندرہ یا بیس یا پچیس بس باقی ہوں
فاتح و مفتوح کو اکثر بہائی یاد تھے
کہتا تھا اسکی توسہی خدمتگذاری کرین
سننی کی کہتا تھا کہ یہ دنیا ہے دار امتحان
امتحان جو پاس کر لینگے اگر وہ تو پھر ہین
پھر انہین امیدواری مین نہ دوڑائینگے کیا
وہ یہ کہتا تھا کہ ہون انکا ابھی ممبر نہین
مدعی بولا کہ اس کوشش سی کچھہ حاصل نہین
جمع چندے سی اگر ہوئی تو سن بڑہ جائینگے
ہو گئی زار و ناتوان پہونچی تو پھر ہونا ہی کیا
وان بھی ناکامیاب آئی تو پھر کیا پائینگے
ہمسنونکی یہان خدایا یہ ہین نوجوان
اور ہی کچھہ رنگ لائیگی طبیعت کی امنگ
آنکہہ اوٹھا کر دیکھیے تو دنیا ہم سے کوسون دور
بانکی بانکی وضع تیور ہین ٹہری بول چال

دلبری کے فن مین جسکو دیکھو مشتاق ہے
دلربائی کے چلن مین شہرۂ آفاق ہے

وہان ترقی کی بنائی ہین جفائین کر رہین
علم نے اونکو سکھائی ہین ادائین سیکڑون

بخ

دیکھنا پھر اور اونسے آنکھ لڑنا اور پھر
اونسے ملنا اور پھر ملکر بچھڑنا اور پھر

اب زمانے مین یہی تو باقی ہین ادائین
دلبری کے فن مین ملتا ہین تم ایجادین

گر کسی جلسے مین آنکھون کے اشارے ہو گئے
ایک ہی غمزہ مین لاکھون کی تیاری ہو گئے

پھر ہوگا گر کسی کا فریفتہ دل آجائے گا
پھر وہ آیا جی یہان تو نیم بسمل آئے گا

کس بلا کے ہین یہ نادان عشق ہوجائیگا
محو انکے دل سے سب علم و ادب ہوجائیگا

جاتے ہین خوش خوش مگر ناشاد ہو کر آئینگے
رشک مجنون غیرت فرہاد ہو کر آئینگے

دختِ رز سے یا کہین بچ جائین یان گر ہا
رنگ کا لہرا انکا وسے یا کرا دینگے ولیکن

خود فراموشی مین یہ دل سے بھلا دینگے تمہین
خود نشین گر اور ستم اپنی سنا دینگے ہمین

ترک انسے سب بزرگونکا چلن ہو جائیگا
لکھنؤ چھوٹ جائیگا لندن وطن ہو جائیگا

اور اگر یان کی دعاؤن نے کیا دلین اثر
جذب الفت باپ کا یا انکو لایا کھینچ کر

خود غرض ہو کر یہ آئے بھی تو انسے کیا غرض
سنتے ہین ہم اوس طرف پھیلا ہوا ہے یہ مرض

نقدِ دل کا انکے یا ہو جائے کوئی مشتری
یا کسی مہوش کی ہو بدلین یہان انگشتری

مانسے بگڑین باپ سے روٹھین بہر گھر چھوڑ جاے
کیا تعجب ہے کہ یہ پین کی منگیتر چھوٹ جا

انکے اس کردار سے گھر مین قیامت ہو تو ہو
باپ مان کو سارے کنبے کی ندامت ہو تو ہو

خط پہ خط جائین وطن سے اور یہ ہرگز نہ آئین
اور اگر آئین تو اس سوغاتکو ہمراہ لائین

بخ یہ انگریزی نظم موسومہ بہ داغ لندن مصنفہ جناب حامد علیخان صاحب بہادر بیرسٹر ایٹ لا کے ایک مصرعہ پر تصرف کیا گیا ہے مجھے امید ہے کہ مصنف موصوف بنا بر اپنے اخلاق کریمانہ کے مجھکو معاف فرمائین گے —

اپنے بیگانوں میں چرچا ہو کہ لو وہ آئے ہیں
اقرباسی پوچھتے ہیں سب کہ کیا کیا لائے ہیں

کوئی اول وہ کہ اسباب سفر کچھ بھی نہیں
مال و زر کچھ بھی نہیں لعل و گہر کچھ بھی نہیں

پوٹلیں ہیں چند اون میں کچھ عرق ہیں لال لال
اونکی طلب سے جھونکی دلمیں اور ہی کچھ ہے خیال

مانگ کہتی تھی مگر اسکو بھی پیتا نہ تھا
اور خواہر کہتی تھی بجیا کبھی بیٹا نہ تھا

ایک باجہ ہے بہت مشکل ہے جسکی تال سل
کچھ کھلونے ہیں کہ وہ خود جانتے ہیں جنکا کھیل

بکس میں ہیں اونمیں شعر ہیں لا ابتک سے
ہینڈ پو سینڈیاں گھر سے گئیں جنکے لیے

سب سیاہ کہ بہت تارک بدن بھی ساتھ ہے
اے سیار کیا وہ ہنڈنا سے وہیں بھی ساتھ ہے

لوگ کہتے ہیں طبیعت اپنی اس سے بہکو گیا
ہاں مگر اتنا کہینگے انکو یہ کیا ہو گیا

دوستو نے اب وہ ایرانوں کی ملاقاتیں ہیں
وہ مزاج انکا نہیں انکا سا وہ باتیں نہیں

گو کہ یہ تہذیب ظاہر میں مگر نفرت بھی ہے
دوستو انسے کچھ محبت ہے تو کچھ وحشت بھی ہے

الغرض سن سنکے اس غول بیابانی کے سخن
دل پہ میری چھا گیا اک ابر اندوہ و محن

مدعی نے ایسی باتیں کیں کہ دل تھرا گیا
کچھ نہ سوجھا میری آنکھوں میں اندھیرا آ گیا

آرزو کی خون ناحق سے جو دل ڈرنے لگا
آیۂ لا تقنطوا پھر یہ میں دم کرنے لگا

پھر کہا میں نے کہ او مردود کیا بکتا ہے تو
محنتیں انکی ہیں سب بے سود کیا بکتا ہے تو

سامنے سے دور ہو کافر دعا کرتے ہیں ہم
اب جناب کبریا میں التجا کرتے ہیں ہم

اے مرے مالک تو انکی محنتوں سے اثر
اے مری مالک یہ برخوردار ہوں و بارور

یا خدا انکو بچا شہ لاو انکی صحبت سے بچا
جسکو وہ سمجھی ہیں حکمت ایسی حکمت سے بچا

خلق و احباب انکی شہرت سے انہیں حصہ ملے
جام صہبای حقیقت سے انہیں حصہ ملے

یا خدا ہو جلد انکی حاجتیں پوری تا بہ حال
یا الٰہی دوست انکی شاد و دشمن پائمال

انکی تالیفات کی ہو چہار سو دھوم ہو
انکی تصنیفات کا غل شام سے تا روم ہو

ضروری اطلاع

نو بہار - اس رسالہ کا حق تصنیف میں نے منشی سید مہدی حسن صاحب عقیل مالک نغمۂ بہار لکھنو کو معاف کیا ہے - کوئی صاحب بغیر اجازت منشی صاحب موصوف قصد طبع نفرمائیں - ورنہ عوض نفع نقصان اٹھائینگے

المشتہر - محمد ہادی - مرزا مولف
اشراق و مصنف نو بہار ہذا